سردار مسیح گِل

پاکستان کے قیام کا حقیقی مقصد اور تصوّر

[وطنِ عزیز پاکستان کے مقصد وجود اور اس میں غیر مسلم اقلیّتوں کے بارے میں بانیٔ پاکستان حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناح نے وقتاً فوقتاً جو کچھ کہا، اُن کی تقاریر اور بیانات سے واضح ہے۔ ان کی تقاریر کے چند اقتباسات جناب سردار مسیح گِل نے اپنی تالیف "نظریۂ پاکستان اور اقلیّتیں" میں یک جا کر دیے ہیں جو ذیل میں بہ شکریہ نقل کیے جاتے ہیں۔ مدیر]

علاّمہ اقبال مفکّرِ پاکستان سے قائدِ اعظم کی خط و کتابت نے اور خود قائدِ اعظم کے مطالعہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے جو راہِ نجات تلاش کی (اور جس پر چلنے سے ہندوؤں کا بھی بھلا ہوتا تھا) اس کا ایک خاکہ ہم خود قائدِ اعظم کے خیالات، بیانات اور تقریروں سے پیش کرتے ہیں۔

۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو قائدِ اعظم نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طلباء سے جو خطاب فرمایا، اس میں پاکستان کی پیدائش اور وجہ نظر آتی ہے۔

> پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا، جب ہندوستان میں پہلا ہندو اسلام لایا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیّت کی بنیاد کلمۂ توحید ہے، وطن نہیں، نسل نہیں، ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا۔ وہ ایک جُداگانہ قوم کا فرد ہو گیا، گویا ہندوستان میں دوسری قوم وجود میں آ گئی۔۔۔
>
> ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات ایسے بنیادی ہیں کہ زندگی کا کوئی معاملہ جو کچھ بھی اہمیت رکھتا ہو، ایسا نہیں ہے، جس میں ان کے اور ہمارے درمیان اختلاف نہ ہو۔

ان حالات و تاریخی واقعات کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ

> مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا ہے؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے، نہ انگریزوں کی چال (بلکہ) یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔
>
> وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملّت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے امت کی

کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن عظیم ہے۔
(خطبہ اجلاس مسلم لیگ کراچی، ۱۹۴۷ء)

نظامِ حکومت

طلبائے حیدر آباد (دکن) کے سوال پر نظامِ حکومت کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی:

اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ کسی پارلیمان کی، نہ کسی اور شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعیّن کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول و احکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لیے آپ کو بہر حال علاقہ اور سلطنت کی ضرورت ہے۔ مسلم لیگ کی تنظیم اور جدوجہد اس کا رُخ اور اس کی راہ، سب اس سوال کے جواب ہیں۔

معاشی نظام

مسلم لیگ کے اجلاس دہلی (۲۴ مارچ ۱۹۴۳ء) میں سرمایہ داروں اور زمینداروں کو متنبہ فرمایا:

تمہاری خوشحالی کی قیمت عوام نے ادا کی ہے۔ اس کا سہرا جس نظام کے سر ہے وہ انتہائی ظالم اور شرانگیز ہے اور اس نے اپنے پروردہ عناصر کو اس حد تک خود غرض بنا دیا ہے کہ انہیں دلیل سے قائل نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے عوام کا استحصال کرنے کی خوئے بد ان لوگوں کے خون میں رچ گئی ہے۔ وہ اسلامی احکام کو بھول چکے ہیں۔ حرص و ہوس نے سرمایہ داروں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ جلبِ منفعت کی خاطر دشمن کا آلہ کار بن جاتے ہیں گا اگر وہ (سرمایہ دار) عقلمند ہیں تو نئے حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیں گے، اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر خدا ان کے حال پر رحم کرے۔ پھر ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔

نومبر ۱۹۴۲ء میں قائدِ اعظم نے لائلپور کا دورہ کیا تھا۔ لائلپور شہر میں ایک عام جلسے میں جو ۱۸ نومبر کو ہوا، اپنے تاثرات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

مجھے اہل دیہات کی غربت اور مفلوک الحالی دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے۔ میں نے سفر کے دوران جب ریلوے اسٹیشنوں پر دیہاتی مسلمانوں کے گروہ دیکھے تو مجھے ان کے افلاس سے سخت دکھ ہوا۔ پاکستان کی حکومت کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ ان لوگوں کا معیارِ

زندگی بلند کرے اور اُنھیں زندگی بلکہ بہتر زندگی سے شاد کام ہونے کا سامان بہم پہنچائے۔

۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء کے جلسہ عام ڈھاکہ میں قائدِ اعظم نے پاکستان کے دشمنوں سے خبردار کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

> پاکستان کے قیام کو روکنے کی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد اپنی شکست سے پریشان ہو کر پاکستان کے دشمن اب مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر اس مملکت میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کوششوں نے اب صوبہ پرستی کو ہوا دینے کی صورت اختیار کر لی ہے۔ جب تک آپ اپنی ملکی سیاست سے اس زہر کو نکال نہیں پھینک دیتے، اس وقت تک آپ خود کو ایک حقیقی قوم میں نہیں ڈھال سکتے اور نہ ایسا جوش و جذبہ پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ بنگالی، سندھی، بلوچی، پٹھان وغیرہ کی باتیں نہ کریں۔ آپ سب ایک قوم ہیں۔ آپ نے ایک سلطنت بنائی ہے، یہ آپ سب کی ہے، نہ پنجابی کی ہے نہ بنگالی کی، نہ سندھی کی ہے اور نہ پٹھان کی۔ یہ آپ کی ہے۔

قائداعظم کا اصرار تھا کہ اب ہم اپنے آپ کو پاکستانی کہیں۔ وہ کہتے تھے کہ پاکستانی قومیّت بجائے خود پاکستانی ریاست کی وحدت کی اساس نہیں۔ بلکہ فی الحال یہ مجموعی طور پر ہمارے قومی ارتقاء کے معاملہ میں ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے قومی ارتقاء کا باعث دراصل اسلام ہے اور اسلام ہی ریاست کی وحدت و استحکام کا سبب ہے۔ مغربی وطنیت کے مقابلے میں ہماری وطنیت کی اساس و بنیاد ملک یا خطۂ ارضی نہیں، بلکہ اسلام ہے۔ اس کی واضح حقیقت یہ ہے کہ مغربی منطقے اور مشرقی پاکستان میں بہت بڑا خطۂ زمین حائل ہے مگر ہم ایک ہیں۔ قائداعظم کے نظریۂ پاکستان کا پہلا اصول یہ تھا کہ اسلام ہماری قومیّت ہے اور اسلام ہی ہماری وطنیت (پیٹریٹ ازم)۔ اس تخیّل کو عملی جامہ پہنانے کی قائداعظم کو ہمیشہ فکر رہی۔

> ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء میں فوج کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
> اب آپ کو اپنی سرزمین میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانی مساوات کے اصولوں کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنی ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ کو ہر وقت ہمہ تن تیار اور ہوشیار رہنا پڑے گا کیونکہ ستانے کا موقع ابھی نہیں آیا۔

قائداعظم، نظریۂ پاکستان اور اقلیّتیں

۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دستور ساز اسمبلی کے افتتاح کے موقع پر قائدِاعظم نے لارڈ ماؤنٹ

بیٹن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یقین دلایا۔

ہم پاکستان کے تمام فرقوں کی خوشی کے لیے مسلسل کوشش کریں گے۔ شہنشاہ اکبر کی رواداری کوئی پرانا قصّہ نہیں، ہمارے رسولِ اکرم ﷺ کا برتاؤ یہودیوں اور عیسائیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد رواداری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ اِن شاندار اصولوں سے بھری ہوئی ہے، جن پر ہمیں عمل کرنا ہے۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان میں محکمہ نشریات کی رسمِ افتتاح کے موقع پر قائدِ اعظم محمد علی جناح نے قوم کے نام ایک پیغام میں فرمایا۔

۱۵ اگست کو پاکستان کی آزاد اور خود مختار مملکت وجود میں آچکی اور مسلمان قوم کی وہ آرزو پوری ہو گئی جس کے لیے اس نے کئی سال تک مسلسل جدوجہد کی تھی اور جس کے لیے بے انتہا قربانیاں دی تھیں۔ اس موقع پر ہم اِن مجاہدوں اور شہیدوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں جو آج اس ملک میں نہیں ہیں مگر جنھوں نے اپنی جدوجہد سے حصولِ پاکستان کے خواب کو حقیقت کر دکھایا۔

اس نئی مملکت کے معرضِ وجود میں آنے سے درحقیقت ہماری ذمّہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اور ہمیں پاکستان کے شہری کی حیثیت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم مختلف خصوصیات رکھتے ہوئے بھی ایک ہی قوم کے افراد ہیں۔ ہم میں ذات پات کی کوئی تفریق نہیں، ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت، خلوص اور امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ملک کی خوشحالی کے لیے متحدہ جدوجہد کرنے کے اہل ہیں۔

ہمارا مقصد امن ہے، دونوں طرح کا یعنی ملک کے اندر ہر حصّہ میں بھی اور ملک کے باہر دوسرے علاقوں میں بھی۔ ہم نہ صرف اپنے پڑوسی ملکوں بلکہ دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں، ہمیں نہ کسی ملک سے دشمنی ہے اور نہ کسی کے خلاف کوئی جارحانہ عزم۔ اقوامِ متحدہ کے منشور پر ہمیں پورا اعتماد ہے، ہم دنیا میں سلامتی اور خوشحالی کے خواہاں ہیں اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ مسلمان ایک متحدہ قوم ہیں، وہ راستی پر تھے اور اللہ نے ان کے لیے کامیابی کی راہیں استوار کر دیں۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں پاکستان حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب ہمیں وہ واقعات بھلا دینے چاہییں جو قیامِ پاکستان کے سلسلے میں رونما ہوئے۔ اگر اس ملک میں غیر مسلم اقلیتیں اپنے فرائض انجام دیتی رہیں اور پاکستان کے ساتھ وفادار رہیں تو یہاں ان کے لیے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ ہم اپنے قول اور نظریات پر پابندی سے عمل کریں گے اور دکھا دیں گے کہ اقلیتوں کے ساتھ کیسا شریفانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔